عائلی نظام زندگی کے رہنما اصول

سیرت سیدہ کونین سلام اللہ علیہا کی روشنی میں

صابر حسین سراج*
sabirsiraj110@gmail.com

کلیدی کلمات: عائلی زندگی، خاندان کی اقسام، سیرت سیدہ کونین ،امور خانہ داری،تربیت اولاد

خلاصہ:

درحقیقت انسان اپنی زندگی میں سماجی تعلقات کے محتاج ہے۔ انسان بطور سماجی رکن اپنے وجود کے فورا بعد جس معاشرتی ادارے کا محتاج ہوتا ہے وہ ادارہ "خاندان " کہلاتا ہے ۔اس ادارے میں رہن سہن کے طور طریقوں کو عائلی نظام زندگی کہا جاتا ہے۔عائلی زندگی کی بنیادی اکائی کی حیثیت میاں بیوی کو حاصل ہے،انہی کے ازدواجی تعلقات سے اس زندگی کی ابتداء ہوتی ہے لہٰذا جس طرح زندگی کے دیگر معاملات میں انسان رہنمائی اور اسوہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اس زندگی کے اہم اور بنیادی معاملے میں بھی آئیڈیل رہنما اوراس کی رہنمائی انسان کے لئے ناگزیز ہے یہی وجہ ہے کہ دین مقدس اسلام نے عائلی زندگی کو اہمیت دینے کے ساتھ ساتھ اس کے طور طریقے اور اراکین کی ذمہ داریوں اور حقوق سے روشناس کیا ہے نہ صرف یہی بلکہ ایک جانب کچھ گھرانوں(خاندان عصمت و طہارت) کو عملی اسوہ بنا کر بنی نوع انسان کی خدمت میں رکھ دیا ہے تو دوسری جانب اسی گھرانے نے بھی عائلی نظام زندگی کا وہ نمونہ پیش کیا جسکی تاریخ میں کہیں مثال نہیں ملتی۔ یہ عملی نمونہ اہل بیتؑ کے گھرانے سے ملتا ہے وہیں پر ایک خاتون کے لئے ماں، بیوی، بہن اور بیٹی ہونے کے ناطے عملی سیرت اس گھرانے نے پیش کیا ہے۔ خاندان عصمت وطہارت کا محور و مرکز سیدہ کونین حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ نے عالمین کے خواتین کا سردار و سرتاج قرار دیا ہےاور جناب سیدہ کونین نے اپنی مختصر بابرکت زندگی میں بیٹی، زوجہ اور ماں ہونے کی حیثیت سے کائنات کی تمام خواتین کیلئے بہترین اور مناسب ترین نمونہ عمل پیش کیا ہے۔اس مقالے میں قرآن اور حدیث اور تاریخ کی روشنی میں عائلی زندگی کے سلسلے میں جناب زہراءؑ کی سیرت کو بطور مثال پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

مقدمہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان اپنی زندگی بسر کرنےکے لئے سماجی تعلقات کا محتاج ہے انسان اپنے وجود، پرورش، تعلیم، صحت غرضیکہ زندگی کے تمام معاملات میں جہاں اپنے خالق کائنات کی خاص عنایتوں کا مرہون منت ہے وہاں ایک دوسرے کے ساتھ سماجی تفاعل کی احتیاج بھی رکھتا ہے، انسان بطور سماجی رکن اپنے وجود کے فوراً بعد جس معاشرتی ادارے کا محتاج ہوتا ہے وہ ادارہ "خاندان" کہلاتا ہے۔ یہی وہ ادارہ ہے جو انسان کی جسمانی، روحی، اخلاقی اور فکری پرورش کی بنیاد رکھتا ہے اس ادارے میں رہن سہن کے طور طریقوں کو عائلی نظام زندگی کہا جاتا ہے۔ عائلی زندگی ہی انسانی شخصیت کی پہلی اینٹ رکھتی ہے اور اس کی تعمیر سازی کا آغاز کرتی ہے۔ عائلی زندگی کی بنیادی اکائی کی حیثیت میاں بیوی کو حاصل ہے، انہی کے ازدواجی تعلقات سے اس زندگی کی ابتداء ہوتی ہے لہٰذا جس طرح زندگی کے دیگر معاملات میں انسان رہنمائی اور اُسوہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اس زندگی کے اہم اور بنیادی معاملے میں بھی آئیڈیل رہنما اوراس کی رہنمائی انسان کے لئے ناگزیز ہے یہی وجہ ہے کہ دین مقدس اسلام نے عائلی زندگی کو اہمیت دینے کے ساتھ ساتھ اس کے طور طریقے اور اراکین کی ذمہ داریوں اور حقوق سے روشناس کیا ہے اور جہاں ایک طرف اہل بیتؑ جیسے خاندان عصمت و طہارت کو عملی اُسوہ بنا کر بنی نوع انسان کی خدمت میں رکھ دیا ہے تو دوسری جانب اسی گھرانے نے بھی عائلی نظام زندگی کا وہ نمونہ پیش کیا جس کی تاریخ میں کہیں مثال نہیں ملتی۔ جہاں ایک مرد کے لئے والد، شوہر، بھائی اور بیٹا ہونے کے لحاظ سے ذمہ داریوں اور حقوق کا عملی نمونہ اہل بیت علیہم السلام کے گھرانے سے ملتا ہے وہیں پر ایک خاتون کے لئے ماں، بیوی، بہن اور بیٹی ہونے کے ناطے عملی

*۔ فاضل علوم اسلامیہ، جامعۃ الکوثر، اسلام آباد

سیرت اس گھرانے نے پیش کی ہے۔ خاندان عصمت وطہارت کا محور و مرکز سیدہ کونین حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ نے عالمین کی خواتین کا سردار و سرتاج قرار دیا ہے اور جناب سیدہ کونینؑ نے اپنی مختصر بابرکت زندگی میں بیٹی، زوجہ اور ماں ہونے کی حیثیت سے کائنات کی تمام خواتین کے لئے بہترین اور مناسب ترین نمونہ عمل پیش کیاہے اور ان کی دختر ارجمند جناب ثانی زہرا حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے بہن ہونے کے اعتبار سے سیرت عملی پیش کر کے کائنات کی خواتین کی رہنمائی فرمائی ہے۔اس مختصر مقالے میں ہم جناب سیدہ کونین سلام اللہ علیہا کی سیرت طیبہ میں سے صرف عائلی زندگی میں آپ کی سیرت طیبہ کے چند نمونے پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس مقالہ کے آغاز میں عائلی زندگی کا مختصر تعارف کرنے کے بعد ہم سیرت طیبہ سیدہ کونینؑ کی روشنی میں امور خانہ داری، شوہر داری اور تربیت اولاد کے موضوع پر کچھ نکات پیش کرنے کی کوشش کرینگے۔

عائلی زندگی کا تعارف

ہم جانتے ہیں کہ عائلی زندگی علم عمرانیات کے موضوعات میں سے ایک موضوع ہے۔ عمرانیات میں خاندان کی تعریف یہ ہے:

"خاندان ایک بنیادی اور اہم سماجی ادارہ ہے جو دو یا دو سے زیادہ افراد پر مشتمل ہوتا ہے جن کا بنیادی مقصد بچے پیدا کرنا اور ان کی اس طرح پرورش کرنا ہے کہ معاشرے کا کار آمد رکن بن سکیں"(1)

ایک اور مقام پر خاندان کی تعریف یوں کی ہے کہ "خاندان ایک اجتماعی گروہ کا نام ہے جس کا مقصد لوگوں کی روحی، جسمانی اور ذھنی سلامتی کو برقرار رکھنا ہے"

علم عمرانیات میں کئی اعتبارات سے خاندان کی تقسیم بندی کی گئی ہے تاہم ہم یہاں صرف دو اعتبار سے اقسام کو بیان کرینگے۔ ساخت کے اعتبار سے خاندان کی دو قسمیں ہیں؛ مشترکہ خاندان اور سادہ خاندان(2)

۱۔مشترکہ خاندان :(Joint Family)سے مراد وہ عائلی نظام زندگی ہے جو شوہر، بیوی، والدین اور چند دوسرے رشتہ داروں پر مشتمل ہوتا ہے، بعض اوقات دو دو اور تین تین نسلیں اکھٹی رہتی ہیں، اس خاندانی نظام میں خاندان کے افراد کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور گھر کا سب سے بزرگ مرد گھر کا سربراہ ہوتا ہے، برصغیر پاک و ہند میں زیادہ تر یہی عائلی نظام رائج ہے۔

۲۔سادہ خاندان :(Nuclear Family) سے مراد وہ عائلی نظام زندگی ہے جو صرف شوہر، بیوی اور ان کے ایسے بچوں پر مشتمل ہوتا ہے جو اپنی کفالت خود نہ کر سکیں، اس میں خاندان کے افراد کی تعداد کم ہوتی ہے اور جدت پسندی کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔ مغربی ممالک میں زیادہ تر یہی خاندانی نظام رائج ہے۔

عائلی نظام زندگی کی اہمیت وضرورت

یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنی ایک سماجی شناخت چاہتا ہے اور اس فطرت کو پروان چڑھانے کا ابتدائی کام عائلی نظام زندگی انجام دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان سب سے زیادہ خاندانی زندگی میں اپنائیت محسوس کرتا ہے اپنائیت کا یہی احساس بعد میں اس کی شخصیت کو نکھارنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے انہی خصوصیات کی بنا پر خاندان کو بحیثیت ادارہ معاشرے کے دیگر تمام اداروں میں ایک اہم اور مرکزی مقام حاصل ہے۔ یہاں سے ایک بات سمجھ آنی چاہیے کہ آج کل جن بچوں کو کم عمری میں ہاسٹلز میں بھیج دیتے ہیں ان کی شخصیت کی مناسب تعمیر نہیں ہوتی، بھلا ان ہاسٹلوں میں ایک ماں کی محبت و شفقت کہاں مل سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ یہی بچے بعد میں جا کر معاشرے کی تعمیر و تنظیم میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور سماج کے ارکان کے ساتھ ان کے رویے ناگفتہ بہ ہوتے ہیں حتی کہ بعض اوقات اپنے والدین کو بھی آزار و اذیت پہنچانے سے دریغ نہیں کرتے۔ لہٰذا سماج کو یہ بات سمجھنے کی ضرورت

ہے کہ بچوں کو کم عمری میں جس پیار و محبت اور شفقت و عطوفت کی ضرورت ہوتی ہے وہ صرف اور صرف عائلی نظام زندگی ہی فراہم کر سکتا ہے۔ بطور اختصار یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان کی فکری، جسمانی، اخلاقی، روحی اور نفسیاتی تعمیر حقیقی معنوں میں صرف عائلی نظام زندگی سے ہی ممکن ہے۔

اسلام کی نگاہ میں عائلی زندگی

دین کامل اسلام نے جہاں زندگی کے دیگر امور کی طرف رہنمائی کی ہے وہاں عائلی نظام زندگی کے بارے میں بھی ایک جامع نظام دیا ہے۔اسلام نے عائلی زندگی میں ہر ارکان کے حقوق اور ذمہ داریاں اس طرح سے واضح کرکے بیان کی ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو ایک پرسکون اور خوشگوار خاندان تشکیل پا سکتا ہے اور ایسا نظام ہی معاشرے کو قیمتی گوہر دے سکتا ہے۔ شادی سے پہلے اور بعد کے مراحل سے لے کر میاں بیوی کے حقوق، اولاد کے حقوق، والدین کے حقوق حتی کہ ہمسائے کے بھی حقوق اس طرح فرزند آدم کے سامنے پیش کیا ہے کہ ان پر عمل ایک پر امن و پر سکون معاشرے کی ضمانت دیتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ عائلی نظام زندگی کے دو اہم پہیےمیاں اور بیوی ہیں اس نظام کو کامیاب بنانے میں یا بگاڑنے میں اصل کردار میاں بیوی کا ہی ہوتا ہے اس وجہ سے خداوند متعال نے فطرتاً مرد اور عورت کی تخلیق ہی کچھ اس طرح سے کی ہے جس طرح ایک خاندانی نظام زندگی کی ضرورت ہے۔ علامہ عبد الحمید المهاجر اپنی کتاب " اعلموا انی فاطمہ " میں اسی فطرتی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ایک خاندانی نظام زندگی کی تعمیر و تنظیم کے لئے جہاں محبت و شفقت اور عطوفت کی ضرورت ہے وہاں مضبوط ارادوں اور دقیق فیصلوں کی بھی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ خداوند متعال نے عورت کی فطرت میں حساسیت اور شفقت و عطوفت کا پہلو مرد کی بہ نسبت زیادہ رکھا ہے تو مرد میں سخت حالات میں بھی جذباتیت پر کنٹرول کرکے دقیق فیصلے کرنے کی طاقت عورت کی بہ نسبت زیادہ رکھ دی ہے۔" (3)

اس بات کی طرف قرآن مجید میں بھی اشارہ ملتا ہے، ارشاد پروردگار ہے:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔ (4)"

ترجمہ: مرد عورتوں پر نگہبان ہیں اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے پس جو نیک عورتیں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں اللہ نے جن چیزوں)مال و آبرو (کا تحفظ چاہا ہے)خاوند کی (غیر حاضری میں ان کی "محافظت کرتی ہیں۔"

اس آیت میں عائلی نظام زندگی کے بنیادی اصول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے چنانچہ شیخ محسن علی نجفی حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مرد عورتوں کے محافظ اور نگہبان ہیں یعنی عائلی نظام میں مرد کو قیم اور ستون کی حیثیت حاصل ہے چونکہ مردوں کو عقل وتدبر اور زندگی کی مشکلات کا تحمل اور مقابلہ کرنے میں عورتوں پر برتری حاصل ہے اور عورتوں کو جذباتیت اور مہر وشفقت میں مردوں پر برتری حاصل ہے یہاں سے ان دونوں کی ذمہ داریاں بھی منقسم ہو جاتی ہیں، اسلام کے عائلی نظام میں مرد کو برتری حاصل ہے اس سے عورت کا استقلال و اختیار سلب نہیں ہوتا اپنے اپنے مقام پر مرد وزن کی ذمہ داریاں

ہیں۔ عورت کو انسانی زندگی سے مربوط داخلی امور کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں اور مرد کو بیرونی امور کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں یہ بات مرد و زن کی جسمانی ساخت و بافت اور نفسیاتی خصوصیات سے بھی عیاں ہے عورت ضعیف النفس، نازک مزاج، حساس ہوتی ہے اور اس کے ہر عمل پر جذبات غالب ہوتے ہیں جبکہ مرد طاقتور، جفاکش اور اس کے ہر عمل پر عقل و فکر حاکم ہوتی ہے۔" (5)

اس بات کو واضح کرنے کے لئے ایک مثال یوں دی جاسکتی ہے، اگر کبھی کسی کا بچہ کہیں سے گر جائے اور اس کے کسی عضو سے خون نکلنا شروع ہو جائے تو اس کی ماں، شفقت مادری کی وجہ سے فورا رونا پیٹنا شروع کرے گی اور اس کی حالت بھی متغیر ہو جائے گی جبکہ اس کا باپ فورا بچہ کو اٹھا کر اس کو ابتدائی طبعی امداد دینے کی کوشش کرے گا یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ان فطری صفات کی بنیاد پر مرد اور عورت کی ذمہ داریاں بھی الگ الگ تقسیم کرکے بتا دیا ہے۔

اسلام میں عائلی زندگی میں خاندان کے ارکان کی فکری و روحانی تربیت کی طرف قران مجید کی ان دو آیات میں بھی اشارہ ہوا ہے۔سورہ مبارکہ طہ اور سورہ مبارکہ تحریم میں بالترتیب ارشاد پروردگار ہے:"وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا "اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہیں(6)

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا" اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش سے بچا لو(7)

ان دونوں آیات میں عائلی زندگی میں انسانی شخصیت کی تعمیر سازی کی طرف رہنمائی کی گئی ہے کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کوتربیت یافتہ بنانے کےساتھ ساتھ اپنے خاندان، بیوی اور بچوں کی بھی تربیت کرے تاکہ وہ معاشرے کے لئے ایک مفید فرد بن سکیں۔یہی وجہ ہے کہ دین مقدس اسلام نے تربیت اولاد کو والدین کے ذمہ واجب قرار دیا ہے اور اولاد کی پیدائش کے قبل کے مراحل سے لے کر اس کے بالغ و راشد ہونے تک کےایک ایک مرحلہ کی نہ صرف نظریاتی بلکہ خاندان اہلبیتؑ کے ذریعے عملی رہنمائی کی ہے۔

عائلی زندگی سیرت سیدہ کونینؑ کی روشنی میں

ہم جانتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا وہ مقدس ہستی ہیں جن کی عظمت و مرتبت کے سبھی مسلمان قائل ہیں اور ان کی عظمت کے قائل کیوں نہ ہوں جن کے بارے میں حضرت ختمی المرتبت یہ فرماتے ہوئے نظرآتے ہیں:

"فاطمة بضعة منی، من سرها فقد سرنی و من ساءها فقد ساءنی، فاطمة اعز الناس علی(8)"

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہے جس نے انہیں خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا، فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے لئے تمام لوگوں سے زیادہ عزیز ہیں۔"

یا جن کے بارے میں کائنات کی افضل ترین مخلوق، رہبر انسانیت حضور اکرم ﷺ نےفرمایا:

"ان اللہ لیغضب لغضب فاطمة ویرضی لرضاھا۔" (9)

"بے شک خداوند متعال فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ناراض ہونے سے ناراض اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے راضی ہونے سے راضی ہوتا ہے۔"ایسی ہستی کے مقام و رتبہ سے انکار کی گنجائش کسی کو حاصل نہیں۔"

یہ مسلم بات ہے کہ انسان کو اپنے امور کو منظّم انداز میں بجا لانے کے لئے رہنما اور رہنمائی کی ضرورت ہے لہٰذا کیسے ممکن ہے کہ ذات حکیم انسان کو زندگی جیسی بے بہا نعمت تو عطا کرے لیکن اس زندگی کو گزارنے وسنوارنے کے طور طریقوں کی طرف رہنمائی نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ ذات کردگار نے عالم انسانیت میں انبیاء و آئمہ کی صورت میں ایسے رہنماء بھیجے جنہوں نے قول و عمل دونوں کے ذریعے سے بنی نوع آدم کی رہنمائی فرمائی اور بہترین اور کامیاب زندگی گزارنے کے اصولوں کو بیان بھی فرمایا اور عملا انجام دے کر بھی دکھایا۔ یہاں تک کہ آخری نبی کے بارے میں تو اعلان ہوا "وما ارسلناك الارحمة للعالمين"۔ اس تمام اہتمام کے باوجود ابھی ایک چیز کی کمی رہ گئی تھی، وہ یہ تھی کہ بے شک رحمة للعالمین تمام انسانوں کے لئے نمونہ عمل ہیں لیکن عالم نسوانیت کے کچھ ایسے امور بھی تھے جہاں آپ کی ذات گرامی عملی طور پر نمونہ عمل نہیں بن سکتی تھی پس عالم نسوانیت سے مخصوص امور کی بنسبت بھی ایک نمونہ عمل اور ایک سیرت طیبہ کی ضرورت تھی، اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے خداوند متعال نے نور فاطمہؑ کو خلق فرمایا اور انہیں عالمین کے خواتین کی سیدہ و سردار قرار دیا۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ "وماينطق عن الهوى ان هوالا وحي يوحى" کے مصداق ختمی المرتبت ﷺ نے فرمایا :

"و اما بنتی فاطمة فانها سيدة نساء العالمين من الاولين و الاخرين وهي بضعة مني وهي نور عيني وهي ثمرة فوادي وهي روحي-"

(10)

"میری دختر ارجمند فاطمہ سلام اللہ علیہا عالمین کی اول و آخر تمام خواتین کی سیدہ و سالار ہیں وہ میرے بدن کا حصہ ہیں۔ میری آنکھوں کا نور، میرے دل کا میوہ اور میری روح ہیں"

اب ہم نظر دوڑاتے ہیں کہ ختمی المرتبت ﷺ کے بعد کائنات کی دو افضل ترین ہستیوں کا جوڑا اپنی عائلی نظام زندگی کو کس طرح گزارتے ہیں اور کیسے اسلام کے اصولوں کو عملاً عالم انسانیت کی خدمت میں رکھ دیتے ہیں۔ کتنا خوبصورت گھرانہ ہے کہ ایک طرف وہ ہستی ہیں جن کے بارے ارشاد پیغمبر ﷺ ہوا "یاعلی! حبك ايمان " اور دوسری طرف وہ ہستی ہیں جن کے بارے ارشاد ہوا "ان الله ليغضب لغضب فاطمة ويرضى لرضاها ." ان فضیلتوں کے حامل ہستیاں اپنی زندگی کو اس طرح بسر کرتے ہیں کہ کائنات کے تمام افراد امیر و غریب سب کے لئے اس سیرت پر عمل کرنا ممکن ہے۔

آج کل کے معاشرے میں عائلی نظام زندگی کے کئی مسائل ایسے ہیں جن کے سبب اس نظام میں دراڑیں پیدا ہو رہی ہیں کہیں میاں بیوی کا جھگڑا ہے تو کہیں اولاد راہ راست پر نہیں، کہیں گھریلو امور منظّم نہیں تو کہیں خاندان کے افراد کے تعلقات کا مسئلہ ہے لہٰذا اگر ہم اپنی عائلی نظام زندگی کو بہترین انداز میں بسر کرنا چاہتے ہیں اور خشگوار اور آئڈیل زندگی گزرانا چاہتے ہیں، تو آیئے سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا کے گھرانے سے اس نظام کے اصولوں کو سیکھتے ہیں، اور پھر ان کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ عالم نسوانیت میں ماں، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں نبھانا بہت اہم کام ہے لہٰذا خاتون جنت نے اپنی مختصر مگر بابرکت زندگی میں ان تینوں حیثیتوں کے مطابق آیئڈیل زندگی گزار کر کائنات کی خواتین کو عملی درس دیا۔ بیٹی ہونے کے اعتبار سے اس طرح ذمہ داری بجا لائی کہ ام ابیھا کا لقب ملا، بیوی ہونے کے اعتبار سے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے اس طرح عہدہ بر آ ہوئیں کہ امیر المومنینؑ یہ فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ " جب بھی میں فاطمہ سلام اللہ علیہا پر اپنی نگاہ ڈالتا تو میرے پرشیانیاں

اور غم ختم ہوجاتے اور مجھے سکون مل جاتا "اور ماں ہونے کے اعتبار سے اس طرح اپنا کردار پیش کیا کہ بچوں کی اس قدر پرورش کی کہ جوانان جنت کے سردار قرار پائے۔

ا۔شوہر داری

خاندانی نظام زندگی کی بنیادی اکائی میاں اور بیوی ہے یہی وجہ ہے کہ بہتر خاندانی نظام زندگی میاں بیوی کے آپس کے تعلقات پر منحصر ہے۔ اگر ان کے آپس کے تعلقات میں خلل آجائے تو گھریلو نظام سے لے کر اولاد تک اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ لہٰذا جوں ہی ایک مرد و عورت رشتہ ازدراج سے منسلک ہو جاتے ہیں تو ان کی ایک دوسرے کی نسبت کچھ ذمہ داریاں بھی آ جاتی ہیں۔ مرد کی ذمہ داریاں ایک الگ موضوع ہے، فی الحال ہم ایک خاتون کی ذمہ داریوں پر بات کر رہے ہیں۔ لہٰذا تزویج کے بعد اولین اور اہم ترین ذمہ داری جو ایک خاتون کے ذمہ آتی ہے وہ ہے شوہر داری، یعنی اپنے شوہر کے ساتھ بہتر تعلقات رکھنا، اس کی فرمانبرداری کرنا، اس کے مال و آبرو کی حفاظت کرنا، اس کے امور میں معاون بننا اور اس کو سکون و راحت فراہم کرنا۔ چنانچہ ارشاد رسالتمآب ﷺ ہے "جهاد المراة حسن التبعل "،(11)" عورت کا جہاد شوہر کے حقوق کو اچھی طرح ادا کرنا ہے "اسی طرح امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں "جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے،روزہ رکھے، حج کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے اور امامؑ کا حق جانے وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔" (12)ایک عورت کے لئے شوہر کے ساتھ بہتر تعلقات پر اس قدر تاکید کی ایک وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ عائلی نظام زندگی کی کامیابی اور سرفرازی میاں بیوی کے تعلقات پر موقوف ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر خانوادگی زندگی میں افکار و عقیدہ اور ہدف میں ہم آہنگی ہو تو ایسی خانوادگی زندگی ہر زاویہ نظر سے مہر ومحبت،عشق و علاقہ اور ہم سر کے حقوق کی پاسبانی و رعایت سے معمور ہوتی ہے۔ یہ چیز ہمیں کائنات کے اس حسین جوڑے میں نظر آتی ہیں لہٰذا اب دیکھتے ہیں کہ سیدہ کونین سلام اللہ علیہا نے اس ذمہ داری) شوہر داری (کو کس طرح نبھائی. آپ کی شوہر داری کے متعلق جاننے کے لئے امیر المومنینؑ کا یہی ایک قول کافی ہے کہ آپؑ نے فرمایا؛

"فو الله ما اغضبها و لا اکرهتها علی امرحتی قبضها الله ولا اغضبتنی ولا عصت لی امرا،لقد کنت انظر الیها فتنکشف عنی الهموم و الاحزان۔" (13)

ترجمہ:"اللہ کی قسم میں نے ان کی زندگی میں کبھی ان پر غصہ نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کسی معاملے میں ان کو ناراض کیا یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے رحلت کرکے بارگاہ الٰہی میں پہنچ گئیں، اور نہ ہی وہ کبھی مجھ پر ناراض ہوئیں اور نہ کبھی میری کسی بات پر بر ہم ہوئیں اور نہ ہی انہوں نے میری نافرمانی کی، جب میں ان پر اپنی نگاہ ڈالتا تو میرے ہموم واحزان ختم ہو جاتے اور مجھے سکون مل جاتا"

سبحان اللہ! کیا خوبصورت زندگی تھی اور کس قدر بہترین تعلقات استوار کئے۔اس فرمان پاک میں ایک میاں اور بیوی کے لئے بہترین درس عمل موجود ہے، خاص کر مولا کائنات کا یہ فرمانا کہ "جب میں ان پر نگاہ ڈالتا تو میری پریشانیاں اور غم ختم ہو جاتے اور مجھے سکون مل جاتا۔" محترم قارئین! اب اندازہ لگا لیجیے اگر میاں بیوی کے تعلقات اس طرح سے ہوں کہ بیوی پر نظر کرنے سے سکون ملے اور غم دور ہو جائے تو اس سے بہتر خاندانی زندگی کیا ہو سکتی ہے۔ آج کل کی بعض خواتین کا اپنے شوہروں کے ساتھ رویہ ناگفتہ بہ ہے، بات بات پر جھگڑےاور شکوہ شکایات کرتی رہتی ہیں۔ کچھ مرد حضرات اپنی بیویوں کے غیر مناسب رویوں کی وجہ سے کام سے گھر جانے کو بوجھل محسوس کرتے ہیں۔ایسے خواتین کو چاہیے کہ وہ سیدہ کونین سلام اللہ علیہا کی سیرت

سے اپنے لئے درس عمل لیں تاکہ عائلی نظام زندگی متاثر نہ ہوسکے۔ دوسری طرف مردوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اس گھرانے کو اپنے لئے نمونہ عمل بنائیں، مولا علیؑ کا یہ فرمانا کہ "اللہ کی قسم میں نے ان کی زندگی میں کبھی ان پر غصہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی معاملے میں ان کو ناراض کیا" کس قدر قابل توجہ جملہ ہے۔روایات میں ملتا ہے کہ ایک دن جناب امیرؑ نے بی بی پاک سلام اللہ علیہا سے پوچھا : اے سیدہ! کیا گھر میں کوئی کھانے کی چیز ہے؟

آپؑ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کا حق عظیم بنایا، تین دن سے ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا؟ سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: مجھے رسول خدا ﷺ نے منع فرمایا تھا کہ آپ سے کسی چیز کا سوال کروں۔ امام علیؑ نے فرمایا: "اگر میں ضروریات زندگی گھر میں لے آوں تو پھر آپؑ کے سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر گھر میں کسی چیز کی ضرورت ہو تو ضرور کہہ دیا کریں، تاکہ میں وہ ضرورت پوری کروں" (14)

یہ بات سیرت زہراء سلام اللہ علیہا میں ملتی ہے کہ آپؑ نے کبھی امیر کائنات سے ایسی چیز کا سوال نہیں کیا جو امیر کائنات کی وسعت اور دسترس سے باہر ہو۔

شوہر داری کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ کبھی بھی اپنے شوہر سے ایسی چیز کا تقاضہ نہ کرے جو اس کی وسعت سے باہر ہو اور جس کو وہ پورا نہ کر سکتا ہو۔

۲۔ امور خانہ داری

جب کسی خاندان کی بنیاد رکھی جاتی ہے تو اس نظام میں ایک اہم پہلو گھریلو کام کاج ہے یعنی گھر کی صفائی کرنا، کھانا وغیرہ بنانا، برتنوں کو صاف کرنا اور منظم کرنا، کپڑے دھونا اور بچوں کی دیکھ بال کرنا وغیرہ۔آج کل مشاہدے کی بات ہے کہ بعض خواتین ان امور کو بجا لانے کے لئے نوکرانی رکھنے پر مجبور کرتی ہیں اور ان امور کو بجا لانے کو عار سمجھتی ہیں۔ بے شک بہت سارے امور شرعی لحاظ سے ان پر واجب نہیں ہیں لیکن ایک عائلی نظام زندگی کو بہتر انداز میں طے کرنے کے لئے ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان امور کو بجا لائیں۔ ہم جانتے ہیں کہ عالم نسوانیت میں سیدہ کونین سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی خاتون کا مقام نہیں ہے لیکن اس عظیم مرتبہ پر فائز جناب زہراء سلام اللہ علیہا گھریلو امور کو خود بجا لاتی تھیں۔ گھر کی چکی خود چلاتی تھیں، گھر کی صفائی ستھرائی خود بجا لاتی تھیں اور اندرون خانہ جتنے امور تھے وہ سب خود بجا لاتی تھیں۔ اس حوالے سے کچھ روایات پیش خدمت ہیں۔

"عن ابی عبد اللہ عن ابیہ قال: تقاضی علی و فاطمۃ الی رسول اللہ فی الخدمۃ فقضی علی فاطمۃ خدمۃ دون الباب وقضی علی علی بما خلفہ، فقالت فاطمۃ؛فلا یعلم ما دخلنی من السرور الا باللہ" (15)

یعنی: "امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب امیر کائناتؑ اور خاتون جنتؑ کی شادی ہوئی اور ان کی خانوادگی زندگی کا آغاز ہوا تو ایک دن دونوں ہستیاں حضور اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں تشریف لائیں اور گھریلو امور کے حوالے سے ذمہ داریوں کی تقسیم بندی کے بارے فیصلہ کرنے کا تقاضا کیا تو رسالتمآب ﷺ نے فیصلہ کیا کہ گھر کے اندرونی کام فاطمہ سلام اللہ علیہا بجا لائے گی اور گھر سے باہر کے کام علیؑ بجا لائیں گے۔ جناب زہراء سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں اس فیصلہ سے مجھے جو خوشی ہوئی اسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

در اصل یہ عالم انسانیت کو درس عمل دینے کے لئے تھا تاکہ ان کو عائلی نظام زندگی میں مرد ارو عورت کی ذمہ داریوں کے بارے رہنمائی کر سکیں۔ جناب زہراء سلام اللہ علیہا کی خوشی بھی اسی وجہ سے تھی کہ ان کو گھر سے باہر زیادہ نہیں نکلنا پڑے گی یوں وہ اپنی ذمہ داری بھی بخوبی بجا لا سکے گئیں اور نا محرموں کے نظروں سے بھی بچ کر رہیں گی۔

اسی طرح جناب زہراء سلام اللہ علیہا کی گھریلو خدمات اور مشقت اٹھانے کے حوالے سے امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

"انہا کانت عندی و کانت من احب اھلہ الیہ و انہا استقت بالقربۃ حتی اثرفی صدرھا و طحنت بالرحی حتی مجلت یداھا و کسحت البیت حتی اغبرت ثیابھا و اوقدت النار تحت القدر حتی دکنت ثیابھا فاصابھا من ذالك ضرر شدید۔۔۔۔۔۔ الخ" (16)

یعنی: "وہ میرے پاس آ گئی جبکہ وہ اپنے اہل وعیال میں سب سے محبوب ترین ذات تھی انہوں نے اس قدر کنویں سے مشک کے ذریعے پانی نکالا کہ ان کا سینہ اس کی وجہ سے متاثر ہوااور اس حدتک آٹا تیار کرنے کے لئے دستی چکی چلائیں کہ ان کے ہاتھ زخمی ہوئے تھے اور جاڑودے کر کپڑے گردآلود ہوتے تھے اور چولہے کو جلاتے جلاتے ان کے کپڑے بھی جل جاتے تھے۔۔۔۔۔"

اس روایت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خاتون جنت (س) جیسی ہستی گھریلو امور کو بجا لانے میں کس قدر مشقت اٹھاتی تھیں۔ یہاں تک اس دور میں آٹا پیسنے کے لئے ہاتھ سے چکی چلائی جاتی تھی اور جناب زہراء (س) یہ کام خود انجام دیتی تھیں اس وجہ سے آپؑ کے مبارک ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے تھے۔ اسی طرح کے دیگر گھر کے امور بھی خود بجا لاتی تھیں حتی کہ بعد میں جب جناب فضہ آپؑ کی خدمت کرنے آئی تب بھی کمال انصاف دیکھیے کہ آپؑ نے گھریلو کاموں کو بجا لانے کے لئے باری لگائیں اور ایک دن جناب زہراء (س) خود ان امور کو انجام دیتی تھیں اور ایک دن جناب فضہ انجام دیا کرتی تھیں۔

یہی وجہ ہے کہ روایات میں ملتا ہے کہ ایک دن جناب ام ایمنؓ جب آپؑ سے ملنے آئی تو انہوں نے عجیب منظر دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی ہے۔امام حسینؑ کا جھولا بھی کوئی جھلا رہا ہے اور تسبیح کی آواز بھی آرہی ہے حالینکہ دیکھتی ہے کہ جناب سیدہ (س) آرام فرما رہی ہیں۔ام ایمنؓ پریشان ہو کر فورا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر اس بارے آگاہ فرماتی ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تعجب کی بات نہیں دراصل آج گرمی کی شدت ہے اور میری لخت جگر آج روزہ سے تھیں اور اس کے باوجود ان امور کو بجا لانے میں مصروف تھیں کہ ان کو تھکاوٹ اور مشقت کی وجہ سے نیند آگئیں تو خدا وند متعال نے چند ملا ئکہ کو بھیجا تاکہ وہ ان امور کو بجا لا سکیں اور سیدہؑ کے یہ امور رکنے نہ پائے لہٰذا چکی چلانے والا حضرت جبرائیلؑ ہیں اور حسینؑ کا جھولا حضرت میکائیلؑ جھلا رہے ہیں جبکہ تسبیح حضرت اسرافیلؑ پڑھ رہے ہیں۔(17)

معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں اتنی مشقت کے باوجود سیدہ کونین (س) گھریلو ذمہ داریوں کو نبھانے سے غافل نہیں تھیں اور ان کو عائلی نظام زندگی کو انس و محبت سے قائم رکھنے کے لئے خود بجا لاتی تھیں۔

۳۔ امور خانہ داری میں معاونت

عائلی نظام زندگی کا ایک اور اصول جو در زہراء (س) سے ہم سیکھ سکتے ہیں وہ گھریلو امور کی انجام دہی میں بیوی کی معاونت ہے۔ بہت سارے مرد ایسے ہیں جو گھریلو امور میں معاونت کو عار سمجھتے ہیں اور گھر پہنچنے کے بعد ہاتھ بھی ہلانے کو تیار نہیں ہوتے۔ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر گھر میں بھی ہم نے کام کرنا ہو تو پھر خواتین کا کیا کام رہے گا۔ اور خاتون کو جتنی بھی مشقت اٹھانی پڑے وہ آرام سے بیٹھے رہتے ہیں اور گپ شپ وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ گھر کے کام کرنا صرف خواتین کی چٹی ہے۔ حالانکہ اگر ہمارے رہنماؤں اور پیشواؤں کی سیرت طیبہ میں دیکھیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ

ہستیاں امور خانہ داری میں گھر کی خاتون کی مدد کرتی تھیں۔ روایت میں ملتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس حوالے سے ارشاد فرمایا کہ

"ما من رجل یعین امراتہ فی بیتھا الا کان لہ بکل شعر علی بدنہ عبادۃ سنۃ ... یا علی! ساعۃ فی خدمۃ البیت خیر من عبادۃ الف سنۃ"..

"تم میں سے کوئی مرد گھر میں اپنی خاتون کی مدد کرے تو اس کو اس کے بدن پر موجود ہر بال کی نسبت ایک سال کی عبادت کا ثواب ملے گا. آگے فرمایا , یا علیؑ! گھریلو خدمت کی ایک گھڑی ایک ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔۔"(18)

یہ ایک طولانی روایت ہے جو بحار الانوار میں موجود ہے. ہم نے اس میں سے صرف ایک اقتباس لیا ہے۔

ظاہر ہے کہ اسلام رہبانیت کا قائل نہیں کہ اپنے امور کو، بال بچوں کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہے بلکہ اسلام چاہتا ہے کہ انسان ان امور کو بھی اہمیت دے کہ وہ اپنے بال بچوں کو بھی ٹائم دے وہ انسان سازی کے لئے بھی کام کرے یہی وجہ ہے گھریلو امور میں معاونت کو سال کی عبادت سے بہتر قرار دیا تاکہ انسان ان امور کو بطور احسن بجا لاسکے جب ان امور کو اچھے انداز میں بجا لائیں گے تو میاں بیوی کے تعلقات میں بہتر رہی گی جب تعلقات بہتر ہوں گے تو عائلی نظام زندگی خوشگوار و پر سکون ہوگا جب عائلی نظام زندگی بہتر ہوگا تو ایسا خاندان معاشرے کو تربیت یافتہ مفید فرد دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ یوں خاندانوں سے فرد سازی پھر ان سے معاشروں کی تعمیر و ترقی ہوگی۔ اس بارے علامہ الحمید المہاجر اپنی کتاب "اعلموا انی فاطمۃ" میں اس حوالے سے فرماتے ہیں:

"گھریلو معاملات میں خاتون کی مدد کرنے کی طرف مرد کو ترغیب دلانے سے مقصود صرف یہ نہیں کہ وہ کام انجام پا سکیں بلکہ اصل مقصد اس طرح ایک دوسرے کی معاونت سے طرفین کے دلوں میں الفت و محبت پیدا ہونا ہے کیونکہ واضح سی بات ہے کہ جب گھریلو امور کو اس طرح خوشگوار طریقے سے باہمی تعاون سے بجا لائیں گے تو ایک دوسرے کی نسبت الفت ومحبت میں اضافہ ہوگا اور نہ صرف یہی بلکہ اس خوشگوار اور باہمی تعاون کا اثر اولاد پر بھی ہوگا اور یہ ان کی عملی تربیت میں کار آمد ثابت ہوگا"

جہاں ظاہری امور میں میاں بیوی کے لئے ایک دوسرے کی معاونت کرنا ضروری ہے وہاں معنوی اور تربیتی امور میں بھی لازمی ہے کہ ایک دوسرے کے لئے معاون و مددگار بنیں بلکہ ظاہری امور کی بہ نسبت معنوی امور اہم ہیں اور ظاہری کاموں میں معاونت کی تاکید کی ایک وجہ بھی یہی ہے کہ اس سے معنوی امور میں معاونت کی طرف پیشرفت ہوتی ہے۔ ایک عالم دین فرما رہے تھے کہ بعض اوقات اگر مجھ سے کوئی اخلاق کے منافی کام انجام پائے تو میری زوجہ مجھے متوجہ کراتی ہے اور ایک جملہ کہتی ہے کہ ایک عالم دین کے لئے اس طرح کا رویہ یا کام مناسب نہیں اور میں فورا اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں لہٰذا اگر میاں بیوی اخلاقی، معنوی اور روحانی امور میں بھی ایک دوسرے کے معاون ہو جائے تو یقین جانیے ان کی عائلی نظام زندگی خوشحال و خوشگوار ہوگا۔ اس حوالے سے اگر ہم سیرت سیدہ کونین(س) کا مطالعہ کریں تو امیر کائنات کا وہ تاریخی جملہ دل و دماغ میں بے اختیار ایک سرور پیدا کرتا ہے جو آپؑ نے شادی کے بعد رسالتمآب ﷺ کے استفسار کرنے پر ارشاد فرمایا تھا۔ روایات میں ملتا ہے کہ جب سیدہ کونین(س) کی رخصتی ہوگئی تو دوسرے دن نبی دو عالم ﷺ کائنات کے بہترین اور خوبصورت ترین، مقدس اور نورانی جوڑے کی خبر لینے تشریف لائے اور پھر امیر کائنات سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"یاعلی علیہ السلام ! کیف وجدك اهلك فاجابه نعم العون علی طاعة الله" (19)

اے علیؑ! آپؑ نے اپنی زوجہ محترمہ کو کیسے پایا؟ تو جواب میں فرمایا؛"خداوند متعال کی عبادت میں بہترین معاون و مددگار"

اس سے اندازہ لگا یا جا سکتا ہے کہ جناب سیدہ(س) کس مقام پر فائز تھیں کہ وہ ہستی جو ہر دن ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور محراب عبادت میں تڑپتے تھے وہ فرما رہے ہیں کہ جناب فاطمہ (س) اطاعت الٰہی میں بہترین مدد گار ثابت ہوئیں۔

۴۔ کفو ہونا

عائلی نظام زندگی کی کامیابی کے لئے ایک اہم اور لازمی امر میاں اور بیوی کا ہم پلہ ہونا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ میاں اور بیوی عائلی نظام زندگی کے دو پہیے ہیں لہٰذا اگر دونوں میں موافقت نہ ہو تو درست سمت میں چلنا مشکل ہے اور بیلنس برقرار رکھنا سخت ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر گھریلو زندگی میں افکار و عقیدہ اور ہدف میں ہم آہنگی ہو تو ایسی خانوادگی زندگی ہر زاویہ نظر سے مہر و محبت، عشق و علاقہ اور شریک حیات کے حقوق کی پاسبانی و رعایت سے معمور ہوتی ہے اور اس کے بر عکس اگر زوجین فکری، عقیدتی اور مزاج کے اعتبار سے ہم پلہ نہ ہوں تو کئی مسائل جنم لیتے ہیں اور نوبت لڑائی جھگڑوں تک جا پہنچتی ہے جس سے خاندانی نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی شادی کے لئے دونوں کی رضا مندی بھی ضروری ہے اس میں جبر و اکراہ کا کسی کو اختیار نہیں۔ اس وقت بھی کچھ معاشروں میں لڑکا اور لڑکی خاص کر لڑکی کی رضا مندی کے بغیر شادی کر لیتے ہیں نتیجتاً اس قسم کے رشتے خاندانی جھگڑے اور طلاق کی نوبت تک پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں۔آئیں اس حوالے سے بھی ہم خاندان عصمت و طہارت کی روش کو دیکھتے ہیں:

روایات کے مطابق جب امیر المومنینؑ نے ختمی المرتبتﷺ سے جناب فاطمہ زہراؑ کا ہاتھ مانگا تو آپ ﷺ نے فورا اپنی طرف سے فیصلہ نہیں فرمایا بلکہ پہلے اپنی بیٹی کی رضایت طلب کی اور پھر رشتہ کو قبول فرمایا اور بیٹی کی رضا مندی پوچھ کر تمام انسانوں اور مسلمانوں کو یہ درس دیا کہ بیٹی کی زندگی کا فیصلہ اس کی رضامندی کے بغیر کرنا تعلیمات اسلامی کے خلاف ہے اسلام نے خواتین کو خاص مقام و احترام دیا ہے۔

دوسری بات زوجین کا ہم پلہ ہونے کے حوالے سے تھا یہ بات بھی روایات میں موجود ہے کہ امیر کائنات سے پہلے دیگر کچھ اصحاب نے بھی سیدہ کونین (س) کا رشتہ مانگا تھا مگر جواب نفی میں ملا اور جب امیر کائنات نے رشتہ طلب کیا تو بیٹی کی رضایت کے بعد اس کو قبول کیا اور پھر فرمایا :

"لولاعلی لم یکن لفاطمة کفو "، " اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفو نہ ہوتا" (20)

معلوم ہوا کہ کامیاب ازدواجی زندگی کے لئے زوجین کا ہم فکر وہم پلہ ہونا اور افکار و عقیدے کے لحاظ سے موافق ہونا بھی ضروری ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ کامیاب خاندانی زندگی کے لئے مزاج میں بھی کچھ حد تک یکسانیت ضروری ہے۔

۵۔تربیت اولاد

یہ عائلی زندگی کا وہ اہم فریضہ ہے جو اہمیت و ضرورت کے لحاظ سے دیگر تمام فرائض سے بڑھ کر ہے اور جیسا کہ پہلے عرض کیا تھا کہ عائلی نظام زندگی کا اصل مقصد ہی معاشرے کو تربیت یافتہ افراد فراہم کرنا ہے دوسری طرف تناکحوا و تناسلو ا سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ ازواج کا اصل مقصد بھی نسل انسانی کی بقاء ہے۔ظاہر ہے کہ نسل انسانی کی بقاء صرف جسمانی پرورش سے نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی پرورش بھی نا گزیر ہے یہی وجہ ہے کہ دین مقدس اسلام نے اولاد کی تربیت کو والدین کے اوپر

واجب قرار دیا تاکہ وہ اس اہم فریضہ سے غافل نہ رہیں اور معاشرے کو مفید افراد فراہم کر سکیں۔ دین مقدس نے تربیت کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ اس سے متعلق لحظہ بہ لحظہ کے اصول بیان کیا ہے۔" الجنة تحت اقدام الامهات "(ماں کے پاوں تلے جنت ہے) کہہ کر جہاں ماں کی عظمت و شان کو بیان کیا ہے وہاں ماں کی ذمہ داری کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ماں ہی وہ ہستی ہے جو اولاد کی صحیح معنوں میں تربیت کر کے ان کو جنت پہنچا سکتی ہے ماں ہی وہ ہستی ہے جس کی گود کو اولین درس گاہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ مسلم امر ہے کہ والدین کے کردار و رفتار کا اولاد پر لا محالہ اثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا:

"كل مولود يولد فهو على الفطرة، وإنما أبواه يهودانه أو ينصرانه" (21)

یعنی: "ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ فطرت (دین الٰہی) پر قائم ہوتا ہے یہ اس کے والدین ہیں جو اس کو یہودی اور نصرانی بناتے ہیں"

معلوم ہوا کہ بچے کی شخصیت سازی میں والدین کا بنیادی اور نمایاں کردار ہوتا ہے حتی کہ بعض اوقات زندگی کے پیشے بھی والدین کے اتباع میں اختیار کرتے ہیں لہٰذا عائلی نظام زندگی میں اولاد کی شخصیت سازی کس طرح سے ہونی چاہیے اور کس طرح سے اولاد کی فکری، اخلاقی اور معنوی تربیت کرے اس کے لئے بھی ہمارے لئے نمونہ خاتون جنت کا مقدس گھرانہ ہے۔ اس گھرانے کا کیا کہنا جس نے دنیا کو امام حسنؑ، امام حسینؑ اور جناب زینبؑ وام کلثوم جیسی ہستیاں عطا کی کہ جنہوں نے انسانیت کی تاریخ میں ظلم و بربریت، مکر وفریب اور عوامی استحصال کے خلاف ایسی تحریک چلائی کہ قیامت تک آنے والے انسان اس تحریک سے اپنے لئے نمونہ لیتے رہیں گے اور اس کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہیں گے۔ اس کے بارے میں شاعر مشرق نے عقیدت کا یوں اظہار کیا:

مادر آن مرکز پرکار عشق　　　　مادر آں قافلہ سالار عشق

عالم انسانیت کے لئے آئیڈیل اس گھرانے سے تربیت کے چند نمونوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

ا۔ہم نے عرض کیا کہ زوجین کے تعلقات و روابط اور کردار و رفتار کا اولاد پر گہرا اثر ہوتا ہے۔اس حوالے سے اس گھرانے کا کیا کہنا جس میں ایک طرف ایمان کل ہو تو دوسری طرف عالمین کے خواتین کی رہنما و بضعۃ منی کا مصداق ہو لہٰذا ان کے سیرت و کردار کا گہرا اثر ان کی اولاد پر ہو۔ یہی وجہ ہے بیٹے تو بیٹے ہیں ان کی بیٹی نے بھی دربار زیاد ویزید کے ایوانوں کو ہلا دیا اور اس طرح سے خطبے دیئے کہ لوگوں کو علیؑ یاد آگئے۔

۲۔بچے کی ولادت کے بعد نام رکھنے کا مرحلہ آتا ہے۔تو روایات میں ہے کہ جناب امیر کائناتؑ اور سیدہ کونین(س) نے اپنے کسی بچے کا نام رسالت مآبﷺ کی رائے کے بغیر نہیں رکھا اور رسالت مآبﷺ نے وحی الٰہی کے مطابق اولاد زہراءؑ کے نام تجویز کئے۔چونکہ نام کی بھی ایک تاثیر ہوتی ہے اس وجہ سے ہمیں بھی حکم یہی ہے کہ اپنے بچوں کے نام رکھنے میں اس کے معانی کی طرف ضرور توجہ رکھے اور انبیاء وآئمہ اور خاندان عصمت و طہارت کے مقدس اور خوبصورت اسماء کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور دروازے پر جانے کی احتیاج نہیں۔ یاد رہے فلمی ایکٹرز، ڈرامہ نگار، اینکر پرسنز، کرکٹرز اور سیاستدانوں کے نام سے بچے کو موسوم کرنا کوئی فخر کی بات نہیں۔

۳۔اس بات سے بھی انکار نہیں کہ ماں کی گود بچے کے لئے اولین درسگاہ ہے۔ روایات کے مطابق جناب زہراء ہمہ وقت، بچوں کی دیکھ بال کے دوران ہو یا گھریلو دیگر امور کی انجام دہی ہو، تسبیح خدا میں بھی مصروف ہوتی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ماوں کو بھی حکم ہے کے بچے کی پرورش کے دوران عموماً اور دودھ پلانے کے اوقات میں خصوصا تسبیح و تقدیس پڑھتی رہیں اس کا اولاد پر گہرا اثر ہوتا ہے حتی کہ ایام حمل میں بھی تلاوت قرآن اور دعا و مناجات کی تلاوت کی زیادہ تاکید کی گئی ہے ان تمام امور کا بچے کی شخصیت سازی میں نمایاں اثر ہوتا ہے۔

۴۔بچوں کی عملی تربیت

یہ بنیادی اور اہم نکتہ ہے کہ زبانی اور قولی رہنمائی سے زیادہ عملی تربیت موثر و مفید ہوتی ہے اور گھر میں بچے خاندان والوں کے، خاص کہ والدین کے عملی کردار سے اور گھرکے ماحول سے زیادہ سیکھتے ہیں اور والدین کی روش اور چال چلن کو غیر محسوس طریقے سے جذب کرتے ہیں، اسی وجہ سے تو امیر کائنات ؑ نے فرمایا کہ بچوں کا ذھن خالی زمین کی طرح ہے جس میں جو کچھ بوئیے گا کل وہی چیز اگے گی اور اسی کے مطابق ثمرہ ملے گا۔

امام حسنؑ سے ایک روایت منقول ہے جس میں آپؑ فرماتے ہیں:

"رایت امی فاطمة قامت فی محرابها لیلة جمعتها فلم تزل راکعة ساجدة حتی اتضح عمود الصبح وسمعتها تدعو للمومنین والمومنات و تسمیهم وتکثر الدعاء لهم ولا تدعولنفسها بشیء فقلت لها یا اماه !لم لا تدعین لنفسك فقالت؛ یا بنیالجار ثم الدار" (22)

"میں نے جمعہ کی رات اپنی مادر گرامی فاطمہ زہراء (س) کو محراب عبادت میں دیکھا، میری مادر گرامی صبح تک رکوع و سجود میں مشغول رہی اور میں نے سنا کہ مادر گرامی مومنین و مومنات کے لئے دعا کرتی رہیں اور ان کے نام لیتی رہیں اور ان کیلئے بہت زیادہ دعائیں کیں مگر اپنی ذات کیلئے کوئی دعا نہیں مانگی اور کسی چیز کو طلب نہیں کیا تو میں نے مادر گرامی سے پوچھا: آپ اپنے لئے کیوں دعا نہیں کرتی؟ تو جواب میں فرمائی "بیٹا پہلے پڑوسی پھر گھر"

اس ایک عمل کے ذریعئے بی بی پاک(س) نے کئ عملی تربیت کے نمونے واضح دیئے۔سب سے پہلے بچوں کے سامنے اس طرح رات بھر عبادت کر کے عبادت الٰہی کی اہمیت اور معبود کی معرفت و پہچان کے لازمی ہونے کو آشکار فرمایا۔ اس کے بعد اپنی دعاؤں میں دوسروں کو یاد رکھنے کا عملی نمونہ پیش کیا اور امام حسنؑ کے سوال کرنے پر "الجار ثم الدار " کہہ کر پڑوسیوں کے حقوق اور ایثار وقربانی کا درس دیا ساتھ ہی خود غرضی اور خود پسندی جیسی اخلاق رزیلہ سے بچنے کی عملی تصویر پیش کیں۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ملتا ہے کہ حضرت فاطمہ(س) اپنے بیٹوں سے استفسار کیا کرتیں تھیں کہ آج نانا کی مبارک زبان سے کونسی حدیث بیان ہوئی اور آج کونسی آیت نازل ہوئی، آج مسجد میں کون سے کارنامے بجا لائے۔یہی وجہ ہے کہ جب ابو الحسن امام علیؑ تشریف لاتے تو خاتون جنت فرماتی یا علیؑ! آج مسجد میں یہ آیت نازل ہوئی اور فلاں حدیث بیان ہوئی۔ امیر کائنات استفسار کرتے: اے دختر رسول! آپ کو کیسے معلوم ہو جاتی ہے؟ تو فرماتی: آپ کے بڑے شہزادے حسن مجتبیٰؑ مجھے آگاہ کرتے ہیں۔

اس سے ہمیں یہ نمونہ عمل ملتا ہے کہ اپنی اولاد کو محافل و مجالس سے واپس آنے کے بعد بجائے یہ پوچھنے کے کہ آج نیاز میں کیا تھا؟ آپ کو کالے کپڑے اچھے لگے نا؟؟ یا اس طرح کے لایعنی چیزوں کے بارے سوال کرنے کے ان سے ان مجالس و محافل میں

بیان ہونے والے واقعات کے بارے سوال کریں کہ آج کونسا واقعہ بیان ہوا یا آج کس امام کی شہادت تھی؟ امامؑ نے اتنی بڑی قربانی کیوں دی تھی؟ آپ امامؑ کے لئے کیا کرنا چاہتے ہیں؟؟ اگر ہم اس طرح عملی تربیت کرینگے تو ہماری اولادیں ہیرے بن کر ابھریں گی۔

روایات میں منقول ہے کہ جناب زہراءؑ اپنے بچوں کو اقوال و افعال کے ذریعے سے اخلاص وایثار، سخاوت و شجاعت، عبادت و ریاضت، آداب و اخلاق اور امانتداری و فروتنی کا درس دیا کرتی تھیں ایک نمونہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

آپ اپنے بیٹے امام حسنؑ کو فرمایا کرتی تھیں۔

"اشبه اباك یاحسن، واخلع عن الحق الرسن واعبد له ذا المین ولاتوال ذالاحن"

"اے حسن! اپنے والد کی طرح بنو اور حق کی گردن سے رسی اتار کر پھینکو اور نعمت عطا کرنے والے خدا کی عبادت کرو اور کینہ پرستوں کو دوست مت رکھو (23)۔"

اس سے اندازہ لگا لیجیے کہ خاتون جنت(س) کس طرح اپنے بچوں کی شخصیت سازی پر کس طرح توجہ دیتی تھیں اور کس قدر محبت وشفقت سے ان کی پرورش کرتی تھیں یہی وجہ ہے کہ بوستان زہراءؑ میں کھلنے والے پھولوں نے پورے عالم اسلام کو اپنی خوشبو سے معطر کیا اور اسلام و انسانیت کے محسن قرار پائے۔

نتیجہ بحث: اس بحث کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ انسان فطرتاً ایک معاشرتی مخلوق ہے اور سماج میں اپنی معمولات زندگی میں ایک دوسرے کی محتاج ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کی شخصیت کی تربیت ہو تاکہ وہ سماج میں ایک مفید فرد بن کر ابھرے۔ دوسری طرف اس بنیادی اور اہم کام کی اولین ذمہ داری سماجی ادارہ خاندان کی ہے جس میں رہن سہن اور کردار و رفتار کو عائلی نظام زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔آج اگر سماج میں جرائم نسبتاً زیادہ ہیں اور جنسی بے راہ روی، قتل وغارت گری، چوری، بے احترامی، حیوانیت اور سنگدلی میں معاشرہ جکڑا ہوا ہے اور گھریلو ناچاقیاں، رشتہ داروں میں لڑائی جھگڑے، والدین سے بد سلوکی، خواتین سے ناروا سلوک اور طلاق جیسے مسائل معاشروں میں رونما ہو رہے ہیں تو یہ سب عائلی نظام کے اصولوں سے عدم آگاہی یا ان اصولوں سے چشم پوشی اختیار کرنے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا ان مسائل کے حل کے لئے ہمیں عائلی نظام زندگی کے اصولوں سے آگاہی کے ساتھ ساتھ ایک آئیڈل بھی چاہیے تاکہ ہمیں عملی طور پر ان اصولوں کا اطلاق سمجھ میں آ جائے۔ لہٰذا دیگر تمام امور کی طرح دین مقدس اسلام نے عائلی نظام زندگی کے لئے بھی نمونہ عمل خاندان عصمت و طہارت کو قرار دیا ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔علم عمرانیات) نصابی کتاب (، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، یونٹ ۔۱۴، ص ۵۴۷

2۔ایضا، ص ۵۵۰

3۔المہاجر، عبد الحمید، اعلموا انی فاطمہ، ج ٦، ص، ۱۲۴، (کتاب ہذا سے مفہوم کو اخذ کیا ہے)

4۔النساء: ۳۴

5۔ نجفی، شیخ محسن علی، البلاغ القرآن، ص ۱۱۵

6۔طہ: ۱۳۲

7۔التحریم:٦

8۔المجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج۔ ۴۳، ص ۳۹، باب "مناقبھا و بعض احوالھا، الطبعہ الثانیہ، ۱۹۸۳ء، موسسۃ الوفاء، بیروت لبنان

9۔ایضا، ص ۱۹ ، صحیح بخاری، ج ،3، کتاب الفضائل باب مناقب فاطمہ، ص1374

10۔ایضا، ص ۴۳

11۔ایضا، ص،۳۷۹

12۔ من لا یحضرہ الفقیہ، ج۔۳، ص ۲۷۷

13۔المجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج۔ ۴۳، ص ۱۴۳، الطبعہ الثانیہ، ۱۹۸۳ء، موسسۃ الوفاء ،بیروت لبنان

14۔الانصاری الزنجانی،اسماعیل، الموسوعۃ الکبری عن فاطمۃ الزہرا س، ج ۱۷،ص ۱۲۵،الطبعۃ الثانیہ ۱۴۲۹ھ، قم ایران، بحار الانوار،ج۴۳، ص ۳۱۔

15۔ایضاً، ص۱۲۹

16۔ایضاً، ص۱۱٦، بحار الانوار، ج ۴۳، ص۸۲

17۔المہاجر، عبد الحمید، اعلموا انی فاطمۃ، ج ۔۳ ،ص ، ۴۵، الطبعہ الاولی، دار الکتاب، بیروت ۔لبنان

18۔بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۳۲،

19۔المہاجر، عبد الحمید، اعلموا انی فاطمۃ، ج ۔۳ ،ص ، ۵۹۸، الطبعہ الاولی، دار الکتاب، بیروت ۔لبنان

20۔اصول کافی، ج۔۱ ص ۵۲۸۔ باب، ۱۱ 4 مولد الزہراء س

21۔ تصحیح اعتقادات الإمامیۃ - الشیخ المفید ص60 ،62

22۔بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۸۲

23۔ایضاً